انفاق فی سبیل اللہ

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ
اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ
تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۸﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ
بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
عَلِيْمٌ ﴿۲۶۹﴾ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ
فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۷۰﴾
وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ
يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۱﴾ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ
فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ
لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۲﴾
لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا

تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلِاَنۡفُسِكُمۡ ‌ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰهِ‌ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يُّوَفَّ اِلَيۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ۝ لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِيۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِى الۡاَرۡضِ يَحۡسَبُهُمُ الۡجَاهِلُ اَغۡنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ‌ ۚ تَعۡرِفُهُمۡ بِسِيۡمٰهُمۡ‌ ۚ لَا يَسۡـئَلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا ‌ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ۝ (البقرہ:۲۶۸-۲۷۴)

یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورۃ البقرہ کے ۳۷ ویں رکوع پر مشتمل ہیں اور ۲۶۸ سے لے کر ۲۷۴ تک آیات ہیں۔ ان آیات میں انفاق فی سبیل اللہ کی حکمت اور ان لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے جو انفاق فی سبیل اللہ سے ڈرتے ہیں یا پیچھے رہ جاتے ہیں اور انفاق فی سبیل اللہ کا فلسفہ اور وہ تمام ضروری آداب ان آیات میں ہمیں سکھائے گئے ہیں جو انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ سے تعلق رکھتے ہیں۔

ان آیات کے مطالعہ سے مجھے یوں محسوس ہوا جیسے چودہ سو سال پہلے کسی نے جماعت احمدیہ کے آج کل کے حالات کو سامنے دیکھ کر اس کی تصویر اتاری ہو اور جماعت کے دشمنوں کی بھی کچھ جھلکیاں اس میں دے دی گئی ہوں کہ ان کا کیا حال ہے اور ان لوگوں کا کیا حال ہے؟ بڑے بڑے اچھے دنیا میں مصور ہوتے ہیں جو عکاسی میں کمال کر دیتے ہیں، تصویر کشی کو حدِ انتہا تک پہنچا دیتے ہیں لیکن جیسی تصویر کشی قرآن کریم نے فرمائی ہے اس کی کوئی مثال دنیا میں اور نظر نہیں آتی۔ تصویر کشی کا کمال صداقت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے سچائی اور تصویر کشی کا گہرا تعلق ہے جتنا سچا آرٹسٹ ہوگا اتنی اعلیٰ درجہ کی اس کی تصویر ہوگی اور کوئی آرٹسٹ بھی سچائی کا حق ادا کر نہیں سکتا کیونکہ وہ عَالِمُ الشَّهَادَة تو ہو جاتا ہے کسی حد تک عالم الغیب نہیں ہوتا اس لئے مناظر کی سطحیں تو وہ کھینچ لیتا ہے، مناظر کے پس پردہ کیفیات اس کی نظر اور اس کے قلم سے اوجھل رہتی ہیں مگر ہمارا خدا وہ عَالِمُ الغَيبِ وَ الشَّهَادَة خدا ہے جو ظاہر کو بھی دیکھتا ہے اور اس کی بھی تصویر کشی کرتا ہے اور باطن پر بھی نظر رکھتا ہے اور باریک در باریک لطیف کیفیات کو بھی نظر سے اوجھل نہیں رہنے دیتا۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبۡتُمۡ اے ایمان لانے

والو! جو کچھ تم کماتے ہو ان میں سے طیبات خدا کے حضور پیش کیا کرو وَمِمَّآ اَخۡرَجۡنَا لَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ اور ان چیزوں میں سے پیش کیا کرو جو خود ہم نے ہی تمہارے لئے زمین میں سے نکالی ہیں۔ انسان کے لئے زمین سے جو چیزیں پیدا کی گئی ہیں ان میں سے وہ بہترین چیزیں خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے مقدر کی ہیں اور طیبات کا فلسفہ اس میں بیان کیا کہ تم خدا کی طرف مال کو واپس لوٹاتے ہوئے طیب کو چنا کرو۔ کیونکہ زمین میں کروڑوں، اربوں قسم کی چیزیں پیدا کی گئی ہیں ان میں خبیث بھی ہیں اور طیب بھی اور جتنی طیب ہیں وہ ساری انسان کے لئے رکھی گئیں اور جتنی خبیث ہیں وہ دوسرے ادنیٰ جانوروں کے کام آتی ہیں یہاں تک کہ انسان کا پھینکا ہوا فضلہ بھی دوسرں کے کام آتا ہے اور اس فضلے کو بھی دوسرے خدمت کر کے پھر طیب میں بدل رہے ہوتے ہیں۔ تو سارا نظام کائنات اگر آپ غور کریں تو خبیث کو طیب میں بدلنے کا ایک نظام ہے اور جب وہ طیب بن جاتا ہے تو پھر انسان کے حضور پیش ہو جاتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دو باتوں کو پیش نظر رکھنا ایک تو یہ کہ تم ہمیں نہیں دے رہے بلکہ ہم تمہیں دے رہے ہیں اور اگر ہم دینا بند کر دیں تو تمہارے پاس کچھ بھی نہیں رہے گا۔ اگر زمین اُگانا بند کر دے، اگر آسمان برسنا بند کر دے تو جن امور پر تم فخر کرتے ہو اور اپنا سمجھ رہے ہو ان میں سے کچھ بھی تمہارے پاس باقی نہ رہے اور پھر یہ بھی خیال رکھنا کہ ہم تمہیں بہترین دے رہے ہیں زمین میں سے تم ہمیں دیتے وقت ایسی خبیث چیز نہ دینا ایسی گندی چیزیں نہ دینا وَلَسۡتُمۡ بِاٰخِذِيۡهِ اِلَّآ اَنۡ تُغۡمِضُوۡا فِيۡهِ ؕ کہ خود کوئی تمہیں پیش کرے تو شرم اور حیا سے تمہاری آنکھیں جھک جائیں یا چھپ کر لینا تو قبول کر لو سرعام لینا قبول نہ کرو۔

چنانچہ اکثر ہمارے ملک میں بدقسمتی سے صدقات اور خیرات میں یہی طرز اختیار کی جاتی ہے کہ جو گندی چیز ہو جو کسی کام کی نہ رہی ہو اسے لپیٹ لپاٹ کرتا کہ لینے والے کو بھی نہ پتہ لگے کہ کیا دیا جا رہا ہے اس طرح پیش کر دیا جاتا ہے کہ گھر جاتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ کیا چیز تھی۔ تُغۡمِضُوۡا کا خیال تو اب دینے والے رکھنے لگ گئے ہیں۔ پہلے زمانے میں شاید انسان کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ کھلم کھلا دے دیا کرتا تھا کہ یہ کمزوری ہے اس میں چاہتے ہو تو لے لو تو اس وقت نگاہیں نیچی کرنے کا سوال تھا اب ایسے ایسے بھی پیدا ہو چکے ہیں انسان جو دیتے وقت اس طرح لپیٹ دیتے ہیں کہ کسی کو

آنکھیں نیچی نہ کرنی پڑیں۔

چنانچہ ایک میراثی بیچارے کے متعلق آتا ہے قصہ کہ کسی چوہدری نے اس کو پگڑی لپیٹ کر دی جو پلو بالکل صاف تھا وہ اوپر لپیٹ دیا اور یہ نہیں پتہ لگ رہا تھا کہ اندر ہے کیا۔ تو جا کے اس نے کھولی تو وہ تو ساری سوراخ سوراخ تھی جہاں سے ہاتھ پڑتا تھا وہ پھٹنے لگ جاتی تھی۔ خیر میراثی بھی اپنا انتقام لے لیا کرتے ہیں۔ دوسرے دن وہ حاضر ہوا اور اس نے پگڑی اسی طرح لپیٹ کر واپس پیش کی کہ حضور یہ پگڑی واپس لے لیں یہ تو بہت اونچی ہے مجھ سے، یہ تو بہت بزرگ پگڑی ہے مجھے سونے نہیں دیا ساری رات **لا الٰہ الّا اللہ** پڑھتی رہی ایک منٹ خاموش نہیں ہوئی۔ تو چوہدری نے کہا بیوقوف **لَا الٰہ الّا اللہ** پڑھتی رہی **محمد رسول اللہ** نہیں پڑھا، اس نے کہا نہیں! حضورؐ سے پہلے کی تھی، اس زمانہ سے پہلے کی ہے۔ تو یہ ہے وہ انسان کا طریق خدا کی راہ میں پیش کرنے کا۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم تو خبیث چیزیں نہیں بلکہ طیب چیزیں تمہیں دیتے ہیں تمہاری خبیث پھینکی ہوئی چیزوں کو بھی ہمارا سارا نظام خدمت کے طور پر مسخر ہوتا ہے اور اسے صاف کر کے طیب بنا بنا کر پھر تمہیں پیش کرتا چلا جاتا ہے اور تم ہماری طیب دی ہوئی چیزوں کو خبیث بنا بنا کر ہمارے سامنے پیش کرتے ہو کچھ حیا تو کرو اس لئے جب ہمارے حضور پیش کیا کرو تو یاد رکھنا کہ ہم ہی تمہیں دینے والے ہیں اور ہم تمہیں بہترین دینے والے ہیں اس لئے بھی تم بہترین کر کے واپس ہماری خدمت میں پیش کیا کرو۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۸﴾ اور یاد رکھو خدا تعالیٰ غنی ہے یعنی اس کو مال کی ضرورت نہیں ہے اور حمید ہے وہ صاحب تعریف ہے اس کا طیب سے تعلق ہے۔ جو حمید ہو اس کو طیب کے سوا کچھ پہنچ ہی نہیں سکتا اور جو غنی ہو وہ ویسے مال سے مستغنی ہے۔ تمہارا رکنا، تمہارا نہ دینا، کچھ بھی خدا کے خزانے میں کمی پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کے اور مقاصد ہیں اور وہ مقاصد پھر اب خدا تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ ہم جو تم سے راہِ خدا میں خرچ کرنے کی توقع رکھتے ہیں، تمہیں ہدایت دیتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

دو قسم کے نظام خدا تعالیٰ نے اب یہاں بیان فرمائے ہیں ایک شیطانی نظام اور ایک رحمانی نظام۔ فرماتا ہے اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے اور ساتھ ہی وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ اور ساتھ تمہیں فحشا کا حکم بھی دیتا ہے۔

اس میں غیر اللہ کے اخراجات اور ان کے رجحان کی بہت ہی پیاری تصویر کھینچی گئی ہے۔ پیاری ان معنوں میں کہ مکمل تصویر ہے اور گہری تصویر ہے۔ تو حیرت کے ساتھ آپ اس آیت کو غور سے پڑھیں اور سنیں تو حیرت کے ساتھ دیکھیں گے کہ کس تفصیل کے ساتھ ان لوگوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق نہیں پاتے۔ ایک طرف تو شیطان ان کو فقر سے ڈراتا ہے کہ تمہارے پاس کیا رہے گا دوسری طرف ایسے اخراجات پر اکساتا ہے جو انسانی ضروریات سے زائد بلکہ مضر ہیں یعنی فحشا کی تعلیم دیتا ہے، ان کو گندی اور بے حیا زندگی بسر کرنے پر اکساتا ہے اور ساتھ یہ ڈراتا ہے کہ اگر تم نے کچھ راہ خدا میں خرچ کیا تو یہ عیش پھر کیسے کرو گے؟ تو یہ معنی ہیں اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ تمہیں حکم یہ دیتا ہے کہ فحشا کی زندگی بسر کرو اور فحشا کی زندگی بسر کرنے کیلئے تو پھر پیسے زیادہ چاہئیں راہِ خدا میں خرچ کرنے والے بیچارے کہاں سے وہ پیسے سمیٹیں گے اور کہاں سے پیسے بچائیں گے عیاشیوں کے لئے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا یہ طریق کار ہے دو طرح سے تمہیں مارتا ہے، راہِ خدا میں خرچ سے روک دیتا ہے، تمہاری راہ میں کھڑا ہو جاتا ہے اور بدیوں کی زندگی پر اکساتا ہے ہر طرح سے تم اس کے مشورہ میں آکر مارے جاتے ہو۔ انفاق فی سبیل اللہ اسکے بالکل برعکس نتائج پیدا کرتا ہے اور وہ تمہارے لئے ہیں، تمہارے اپنے فائدہ کے لئے ہیں۔ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا

بعض دفعہ قرآن کریم اس طرح مضمون ملاتا ہے کہ جو اوّل مذکور ہے اس کو اوّل سے ملا دیتا ہے جو بعد میں ذکر ہوا ہے اس کو بعد سے ملا دیتا ہے۔ لف ونشر مرتب کہتے ہیں یعنی اسی ترتیب سے ذکر کرتا ہے۔ بعض دفعہ آخری لفظ کو پہلے لے لیتا ہے اور پہلے بیان کردہ کو بعد میں لے لیتا ہے اور اس میں ایک حکمت ہوتی ہے چنانچہ یہاں یہی دوسرا طریق اختیار فرمایا ہے۔ شیطان نے فقر یعنی غربت اور تنگ دستی کا ڈراوا دیا۔ اس کے مقابل پر ''فضل'' آتا ہے لفظ یعنی خدا کثرت سے تمہیں عطا فرمائے گا، تمہاری دولت کو بڑھائے گا، تمہارے رزق میں برکت دے گا تو یہاں ''فضل'' کو خدا نے بعد میں رکھا اور فحشا کے مقابل پر جو مغفرت آتی ہے مغفرت کا پہلے ذکر کر دیا یعنی شیطان تو فقر سے ڈراتا ہے اور فحشا کا حکم دیتا ہے اللہ تعالیٰ مغفرت کا وعدہ کرتا ہے اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔ تو ترتیب الٹ دی ہے مضمون کی اور اس میں ایک گہری حکمت ہے۔ سب سے اہم بات مغفرت ہے خدا کے نزدیک دنیا

کی دولت اور پیسے یہ کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتے اللہ کی مغفرت کے مقابل پر۔

پس جہاں قدر اور منزلت کے لحاظ سے اول اور آخر کو اختیار کیا جاتا ہے ترجیح دی جاتی ہے۔ وہاں یہی بہتر ہے کہ جو اعلیٰ درجہ کی چیز ہو، مناسب ہو، سب سے اوپر کا مقام رکھتی ہو پہلے اس کا تذکرہ ہو پھر بعد میں نسبتاً دوسری چیز کا ذکر ہو۔ تو ترجیحات قائم کی گئیں ہیں مال میں اور مغفرت میں۔ شیطان کو چونکہ مال زیادہ عزیز ہے اور دنیا کی دولتیں اس کی نظر میں زیادہ اہمیت رکھتی ہیں اور شیطانی گروہوں کو بھی، اس لئے مادہ پرستی سے ہی سب فحشا پھوٹتے ہیں اور مادہ پرستی اول ہے ہر بیماری کی جڑ۔ چنانچہ وہاں مال کا پہلے ذکر کر دیا اور باقی چیزوں کا بعد میں ذکر فرمایا ایک تو یہ حکمت ہے کہ مغفرت کی اہمیت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ فحشا کی تعلیم دیتا ہے اور میں تمہیں مغفرت کی طرف بلاتا ہوں یعنی بجائے اس کے کہ گناہوں میں آگے بڑھائے اسلام کی تعلیم جو گناہ تم سے پہلے سرزد ہو چکے ہیں ان کے بوجھ بھی کم کرتی ہے، ایسے رستوں کی طرف بلاتی ہے کہ جس سے تمہارے گناہ بخشے جائیں تو جب تم اموال خرچ کرتے ہو اللہ کی راہ میں اسکا سب سے بڑا اہم فائدہ تمہیں یہ پہنچتا ہے کہ تمہارے گناہ بخشے جاتے ہیں اور تمہیں مغفرت نصیب ہوتی ہے اور آخر پر جا کر اس مضمون میں ایک اور نئی بات بھی پیدا فرما دی وہ اسکا موقع پر آ کر ذکر کرونگا۔

وَفَضْلًا ط اور فضل بھی ملتا ہے اللہ کی طرف سے غربت نہیں آیا کرتی خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں پر، یہ ضمناً ذکر فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں اتنی دولتیں عطا ہوں گی، اتنے اموال دیئے جائیں گے کہ شیطان ہر لحاظ سے جھوٹا ثابت ہوگا۔ تم شیطان کا انکار کرو تو تم فقر کا انکار کر رہے ہوگے، تم شیطان کا انکار کرو تو تم فحشا کا انکار کر رہے ہوگے اور اس کے برعکس نتائج تمہارے سامنے ظاہر ہونگے تمہیں اللہ تعالیٰ مغفرت بھی عطا فرمائے گا اور دولتیں بھی عطا کرے گا۔

دوسری حکمت اس ترتیب میں یہ نظر آتی ہے کہ وہ دولت جو مغفرت کے بغیر آئے وہ تو تباہی کا موجب بن جایا کرتی ہے۔ پہلے گناہ صاف ہونے چاہئیں پھر دولتیں نصیب ہونی چاہئیں، پہلے رجحانات درست ہونے چاہئیں۔ تقویٰ آنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھنی چاہئے پھر دولت آئے تو وہ نعمت ہی نعمت ہے لیکن اگر دولت پہلے آ جائے تو پھر وہ دولت مغفرت کی راہ میں حائل ہو جایا کرتی ہے یعنی ایسی دولت جو تقویٰ کے بغیر ہو۔ تو اس ترتیب سے اس مضمون کو بھی خدا تعالیٰ نے بیان فرما دیا

یَعِدُکُمۡ مَّغۡفِرَۃً مِّنۡہُ وَفَضۡلًا ؕ خدا کہتا ہے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت ڈالو تمہیں مغفرت نصیب ہو تمہیں مال کی محبت کم ہو جائے دلوں میں اور تم تقویٰ کی زندگی اختیار کرو پھر خدا کی طرف سے جو اموال آئیں گے وہ برکتیں لے کر آئیں گے، وہ رحمتیں لے کے آئیں گے، وہ تمہارے لئے ابدی سکون کی جنت لے کر آئیں گے۔ وہ تمہاری دنیا بھی سنوار دیں گے اور تمہاری آخرت بھی سنوار دیں گے مگر مال پہلے آجائیں اور دل کی حالت میں پاک تبدیلی نہ ہو یہ باتیں مضر ہیں اور نقصان دہ ہیں۔

پس جب خدا تعالیٰ الٰہی جماعتوں کو خطرات میں سے گزارتا ہے اور ابتلاؤں میں سے گزارتا ہے اور پھر ان کو خرچ کرنے کی طرف بھی بلاتا ہے کہ ان خطرات اور مصیبتوں اور مشکلات کے وقت میں میری راہ میں اور خرچ کرو تو عملاً یہ ایک ایسے دور کی خوشخبری ہے جو بہت ہی رحمتوں اور برکتوں والا دور بعد میں آنے والا ہے اور اس سے پہلے دلوں کے زنگ دور ہو رہے ہیں اور صفائیاں ہو رہی ہیں۔ جس طرح جلسہ سالانہ میں مہمانوں کے آنے سے پہلے ہم دیگیں صاف کروایا کرتے تھے کہیں وہ تیزاب دھل رہے ہیں ان کے اندر تو کہیں قلعی ہو رہی ہیں اور صفائیاں ہر قسم کی۔ تو بہت کثرت سے چیز ملنی ہو تب یہ صفائیاں ہوا کرتی ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس لئے کروا رہے ہیں مغفرت کا انتظام کہ تمہیں ہم بہت دینے والے ہیں سنبھالا نہیں تم سے جائے گا۔ اگر مغفرت سے پہلے تمہیں دے دیا تو پھر تم مارے جاؤ گے۔ پھر تمہارا حال انہی قوموں کی طرح ہو جائے گا جن کو دولتیں ملیں لیکن ان کی دنیا بھی مٹائی گئیں اور ان کی آخرت بھی مٹائی گئی۔

وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۶۹﴾ اللہ تعالیٰ تنگی ڈالنے کے لئے تم سے نہیں لے رہا وسعتیں عطا کرنے کے لئے لے رہا ہے۔ گویا خدا کی راہ میں جتنا خرچ کرو گے اتنا تمہیں وسعتیں نصیب ہونگی ہر جہت میں وسعتیں نصیب ہونگی، تمہارا مال بھی بڑھے گا، تمہارا رعب بھی بڑھے گا، تمہارے نفوس میں بھی برکت پڑے گی، نئے خطے تمہیں نصیب ہونگے، تمہارے مکانوں کو وسیع کیا جائے گا، تمہارے تعلقات وسیع ہونگے۔ گویا ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ کو تم واسع پاؤ گے اور عَلِیۡمٌ ۔ عَلِیۡمٌ ان معنوں

میں کہ اس کو علم ہے کہ کس حد تک وسعت عطا کرنی ہے کس حد تک نہیں کرنی اور آنکھیں بند کر کے، جذبات میں آکر وہ وسعتیں دینے والا نہیں ہے بلکہ علم کی بنا پر جانتے ہوئے کہ کون سی وسعت کیا نتیجہ پیدا کرے گی وہ وسعتیں عطا فرماتا ہے۔

یُؤۡتِی الۡحِکۡمَۃَ مَنۡ یَّشَآءُ یہ حکمت کی باتیں ہیں چنانچہ فرماتا ہے جسے چاہتا ہے وہ حکمت عطا کرتا ہے اور اگر آپ غور کریں تو انسانی زندگی کا جو اموال سے تعلق ہے اور دونوں قسم کے جو تعلقات ہیں وہ کیا نتائج پیدا کرتے ہیں۔ان پر آپ غور کریں تو آپ کے سامنے تمام انسانی تاریخ کو یوں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن نے کھول کر رکھ دیا ہے اور ماضی کو نہیں مستقبل کو بھی کھول کر رکھ دیا ہے۔

آج کل تو بالکل یوں نظر آتا ہے جس طرح جماعت احمدیہ کو سامنے ملحوظ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ انسانی فطرت کا نقشہ کھینچ رہا ہے کہ کچھ لوگ اس طرح عمل کیا کرتے ہیں، کچھ اس طرح عمل کیا کرتے ہیں، کچھ لوگ گندگیاں تقسیم کر رہے ہیں خدا کی راہ میں پھٹے ہوئے کپڑے دے رہے ہیں، کچھ ہیں جو اپنے زیور اتار اتار کر پیش کر رہی ہیں عورتیں اور پھر بھی ان کے دل کو چین نہیں ملتا۔ایک نگ بھی باقی رہ جائے تو ان کا دل کڑھتا رہتا ہے کہ کاش ہمیں اجازت ہوتی تو ہم یہ بھی پیش کر دیتے۔ یہ جو دو فریق ہیں ان کے نقشے اتنے کھل کر سامنے رکھے گئے ہیں کہ اگر کسی نے صداقت کو پہچاننا ہو تو انفاق فی سبیل اللہ کرنے والوں کو دیکھے، خدا کے نام پر کون کس طرح خرچ کر رہا ہے؟ جس کا نقشہ ان آیات کے مطابق ہوگا اس کو خبیث آپ نہیں کہہ سکتے۔اس کو گندے لوگ نہیں کہہ سکتے ،اس جماعت کو۔جس کا نقشہ دوسری جہت پر ہوگا جو قرآن کریم نے خود کھینچا ہے ان کو آپ پاک باز نہیں کہہ سکتے ان کو خدا والے نہیں کہہ سکتے۔تو جس طرف بھی آپ نظر ڈالیں آپ کو صداقت کا پہچاننا کوئی مشکل نہیں ہے قرآن کریم نے خوب کھول کھول کر یہ مضامین بیان فرمائے ہیں۔

چنانچہ ایک ایسی عورت کا بھی ہمیں اپنی سوسائٹی میں ذکر ملتا ہے اور یہ کسی احمدی کا بنایا ہوا لطیفہ نہیں ہے یہ تو مشہور عام ہے کہ ایک بی بی نے ایک مولوی صاحب کو گاؤں کے جو مولوی ہیں ان کو کھیر بھیجی ایک مٹی کے برتن میں اور وہ جب کھیر لے کر گیا تو اس کے مولوی صاحب تو بڑے متعجب ہوئے کیونکہ ان کو اکثر تو وہ بچی ہوئی روٹیاں اور باسی سالن وغیرہ دیا کرتی تھی۔تو مولوی صاحب نے کہا کہ آج کیا بات ہے؟ خیر ہے گھر میں کوئی مبارک بات ہے کہ آج کھیر آگئی ہے وہاں تو بچہ بیچارہ

معصوم تھا اس نے کہا نہیں مولوی صاحب وہ کتا منہ ڈال گیا تھا اس میں اس لئے امی نے بجھوادی۔ مولوی صاحب کو غصہ آیا انہوں نے اٹھا کر برتن پھینکا، مٹی کا برتن تھا ٹوٹ گیا تو بچہ رونے لگا کہ مولوی صاحب آپ نے تو مروادیا مجھے واپس جاؤں گا امی ماریں گی کہ اب منے کو پیشاب کس چیز میں کروایا کریں گی اسی برتن میں کرایا کرتی تھیں۔

تو ایک خدا کے نام پر ایسا خبیثانہ خرچ بھی ہے کہ جن کو تم قوم کا معزز سمجھتے ہو، جن کے ہاتھ میں اپنے دین کی لگام دی ہوئی ہے تم نے، تم سمجھتے ہو کہ جن کی باتوں پر اعتماد کر کے تمہارے لئے جنت یا جہنم کے فیصلے ہوں گے جو عملاً حقیقت میں قوم کے سردار کہلانے چاہئیں ان کو تم خدا کے نام پر یہ خبیث چیزیں دیتے ہو اور پھر کہتے ہو کہ تم خدا والے ہو اور ایک طرف احمدی خواتین ہیں کہ جن کو نفرتیں ہوگئی ہیں اپنے زیوروں سے۔ بعض ایسی ہیں جن کے مرحوم ماں باپ نے بڑی محنت اور پیار کے ساتھ نشانیاں دی تھیں اور نشانیاں اتار اتار کر گلوں سے پھینک رہی ہیں اور اپنے ہاتھوں سے اتار کر پھینک رہی ہیں اور اس کثرت کے ساتھ ایسی اطلاعیں مل رہی ہیں کہ ان کا بیان ہی ممکن نہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ جو ہماری سب سے اچھی چیز ہے یہ ہم خدا کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہاں یہ جماعت کہاں وہ جماعت اور یہ آیت ہے اس کو پڑھ لیں دوبارہ اور نقشہ دیکھ لیں کہ خدا تعالیٰ کا کلام کس جماعت کو اپنی جماعت قرار دے رہا ہے اور کس جماعت کو دوسروں کی جماعت قرار دے رہا ہے؟

فرماتا ہے يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ یہ حکمت کا کلام ہے ہم جسے چاہیں عطا کریں وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا اور حکمت ہی اصل دولت ہے۔ وہ خیر جو فضل کی صورت میں بعد میں تمہیں ملے گی اس میں تو تمہیں دلچسپی اب کوئی نہیں رہی ہم حکمتیں جو تمہیں عطا کر رہے ہیں اور تمہیں حکمتوں کا عاشق بنا دیا ہے ہم نے تو دیں گے تو ہم ضرور لیکن اعلیٰ مقاصد میں خرچ کی خاطر، تمہاری تمنا پوری ہوگی حکمتوں کے نتیجہ میں جو ہم تمہیں عطا کرتے ہیں کیونکہ تمہارے نزدیک سب سے بڑی دولت اللہ کی طرف سے عطا کردہ حکمت ہے اور یہ باتیں صاحب عقل لوگوں کے سوا کسی کو نہیں سمجھ آیا کرتیں۔

فرماتا ہے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ تم خدا کی راہ میں جو خرچ کرتے ہو تو وہ خرچ کسی کے علم میں بھی آیا ہے کہ نہیں تو اللہ فرماتا ہے وَمَآ أَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ جو تم خرچ

کرتے ہو اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ اور جو خرچ کی تمنا رکھتے ہو تمہارا دل چاہتا ہے کہ کریں اور نہیں ہوتا پھر تم نذریں مانتے ہو کہ اے خدا! یہ ہمیں مل جائے تو ہم یہ خرچ کریں گے وہ مل جائے تو وہ خرچ کریں گے۔ فرماتا ہے کہ کئے ہوئے خرچ پر بھی خدا کی نظر ہے اور اس خرچ پر بھی نظر ہے جس کی حسرتیں تم دلوں میں رکھتے ہو، جن کی تمنائیں لئے ہوئے ہو گویا دونوں خدا نے مقبول کر لئے۔ یَعْلَمُهٗ کا یہ مطلب نہیں کہ صرف نظر ہے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں آیا گویا خدا کو مل گیا تمہاری طرف سے۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ اور ظالموں کے لئے تو کوئی مددگار نہیں ہوا کرتا مراد یہ ہے تمہارے لئے تو ضرور مددگار آئیں گے۔ ہم تو ظالموں کو نہیں مدد دیا کرتے لیکن ایسے پیاروں کو جو ہماری خاطر خرچ کرتے ہیں اور پھر خرچ کی اتنی تمنا رکھتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم ان کو مدد کے بغیر چھوڑ دیں۔

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ

اب صدقات تم اگر کھلم کھلا پیش کرو تا کہ لوگوں میں تحریک پیدا ہو اور خدا کی راہ میں ایک دوسرے سے بڑھ کر اموال خرچ کئے جائیں تو یہ بھی بہت اچھی نیت ہے اور اگر تم چھپا کر غریبوں میں اس طرح دو کہ کسی کی نگاہ نہ پڑے تو یہ بھی تمہاری لئے بہتر ہے۔ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ سے مراد یہ ہے کہ تمہیں اس خطرہ سے بچائے گی یہ بات کہ تم میں ریا پیدا ہو جائے، تم میں دکھاوا آ جائے اور بظاہر نیکی پر خرچ کر رہے ہو لیکن عملاً اپنی انانیت کے اوپر خرچ کر رہے ہو ان خطرات سے بچ جاؤ گے۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اور جس طرح بھی تم خرچ کرو گے یہ یاد رکھ لینا کہ اللہ کی اس پر نظر ہے۔ تو ظاہر کا خرچ بھی اور باطن کا خرچ بھی یہ دونوں خرچ تب مقبول ہوں گے اگر اس طریق پر کئے جائیں کہ انسان واقف ہو اس بات سے کہ خدا نظر رکھتا ہے اور خدا کی نظر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اگر ہم کھلم کھلا خرچ کریں تو اس کو ریا کاری نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ریا کاری تو خدا کے سامنے اس طرح غائب ہو جاتی ہے جس طرح شبنم اڑ جاتی ہے سورج کو دیکھ کر۔ جس کی توجہ خدا کی طرف ہو کہ اللہ میرے معاملات سے باخبر ہے، میری روح کی پاتال تک نظر رکھتا ہے، وہ جب کھلم کھلا خرچ بھی کرتا ہے تو خدا کی نظر کی خاطر کرتا ہے۔ اس وجہ سے تا کہ قوم میں تحریک پیدا ہو ایک عام رجحان پیدا ہو جائے اور

جب وہ چھپ کر کرتا ہے تو تب بھی جانتا ہے کہ میں اپنی کسی چیز کو خدا سے چھپا نہیں سکتا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ کہ اے محمد ﷺ تجھ پر ان کی ہدایت نہیں ہے تجھے ہم نے ذمہ دار نہیں ٹھہرایا اگر وہ ہدایت نہیں پائیں گے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ کیونکہ خدا تعالیٰ بہت باریک بین ہے اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی باریک در باریک نیتوں سے واقف ہے اس لئے وہی فیصلے کیا کرتا ہے کہ کون اس لائق ہے کہ اس کو ہدایت دی جائے اور کون اس لائق ہے کہ ہدایت نہ دی جائے۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ فرماتا ہے جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو ہم تمہیں دوبارہ بتا دیتے ہیں کہ اس میں سے ایک ذرہ بھی ایسا نہیں جو جسمانی اور مادی لحاظ سے خدا کو پہنچ جائے فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وہ بالآخر تمہارے اندر خرچ ہوتا ہے یا وہ تمہاری انفرادی بھلائی کے لئے خرچ ہوتا ہے یا وہ تمہاری قومی بھلائی کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ قومی زندگی نصیب ہوتی ہے، قوم کو طاقت عطا ہوتی ہے تو تم جو سوچ رہے تھے کہ ہم خدا کو دے رہے ہیں تو یہ دماغ سے نکال دو بالکل کہ عملاً اس کا کچھ حصہ مادی لحاظ سے خدا کو پہنچ رہا ہے۔ تمہاری اپنی تقویت کا موجب ہے۔ وہ قومیں جو خرچ کرتی ہیں قومی لحاظ سے ان کی کیفیتیں بدلتی رہتی ہیں۔ ان میں عظیم الشان طاقتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور وہ افراد جن پر اب قومیں خرچ کیا کرتی ہیں ان افراد کی بھی حالتیں بدلنے لگتی ہیں ان لوگوں میں فقیر نہیں رہتے، ان لوگوں میں مسکین نہیں رہتے، رفتہ رفتہ ساری قوم کی حالت بدل جاتی ہے۔ تو فرمایا سب کچھ یاد رکھو کہ تمہارے لئے ہے لیکن ایک بات ہم تمہیں بتا دیتے ہیں ہمارے لئے کیا ہے ایک چیز ہمارے لئے بھی ہے۔ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ ہمارے لئے یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ تم نے قوم کی خاطر خرچ نہیں کیا تھا تم نے ہماری خاطر کیا تھا، تم نے جو کچھ دیا تھا ہماری محبت میں دیا تھا۔ یہ وہ چیز ہے جو ہمیں پیاری ہے اور یہ ہمارے لئے ہے اور ہم اس کے نتیجہ میں ایک اور وعدہ بھی تم سے کرتے ہیں کہ چونکہ تم نے ہماری خاطر خرچ کیا تھا۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۳﴾ تم نے جو کچھ بھی خرچ کیا ہے ہماری راہ میں اگرچہ پہلے ہی وہ تمہیں فائدہ پہنچا رہا ہے، تمہارے اپنے لئے ہے لیکن اس وجہ سے کہ ہماری خاطر تھا ہمارا نام بیچ میں آ گیا، ہم تم سے یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ اس کی پائی پائی

تمہیں واپس لوٹائی جائے گی۔ وَ اَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ کو بظاہر تو یہ مطلب ہے تم ظلم نہیں کئے جاؤ گے مگر عربی میں یہ محاورہ ہے جس طرح انگریزی میں بھی ہے کہ نفی جتنی مضبوط ہو اتنا ہی زیادہ مثبت معنی آجاتے ہیں۔ وَ اَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم سے ناانصافی نہیں کی جائے گی لَا تُظۡلَمُوۡنَ کا مطلب یہ ہے تمہیں اس کثرت سے دیا جائے گا کہ گویا تم سے سنبھالا نہ جائے۔ بالکل برعکس معنی ہے اس کا ناانصافی کا تو سوال ہی کوئی نہیں یُوَفَّ اِلَیۡکُمۡ میں وہ ناانصافی والا حصہ پہلے ہی ختم کر دیا گیا تھا۔ یُوَفَّ کا مطلب ہے پورا پورا تمہیں دے دیا جائے گا۔ جب پورا پورا دے دیا گیا تو پھر ناانصافی کا کیا سوال ہے؟ لَا تُظۡلَمُوۡنَ کا مطلب یہ ہے کہ اس سودے میں تم یہ دیکھو گے کہ تم گھاٹا کھانے والے نہیں ہو بہت کثرت سے تمہیں خدا تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِیۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِی الۡاَرۡضِ ۫ یَحۡسَبُهُمُ الۡجَاهِلُ اَغۡنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ

یہاں ایک معنی معروف اس آیت کا یہ ہے کہ یہ خرچ جو تمہارے لئے ہے۔ فَلِاَنۡفُسِکُمۡ ؕ کن معنوں میں تمہارے لئے ہے؟ لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِیۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ یہ ان غریبوں کو عطا ہوگا قوم کی طرف سے ان کے اوپر خرچ کیا جائے گا۔ الَّذِیۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ جن کو خدا کی راہ میں چلنے کی بھی مقدرت نہیں رہی، گھیرے پڑ گئے ہیں، قوم نے ان کے لئے نجات کی راہیں بند کر دی ہیں۔ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِی الۡاَرۡضِ ۫ ان کو یہ بھی اجازت نہیں کہ وہ ملک چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔ یَحۡسَبُهُمُ الۡجَاهِلُ اَغۡنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تعفف کی وجہ سے جاہل ان کو امیر سمجھ رہا ہے۔ تَعۡرِفُهُمۡ بِسِیۡمٰهُمۡ ۚ تو ان کے چہروں کی نشانیوں سے ان کو پہچانتا ہے لَا یَسۡـَٔلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا ؕ وہ کسی انسان سے مانگتے نہیں پیچھے پڑ کر۔ وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیۡمٌ ﴿۲۷۴﴾ جو تم خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو اللہ اس سے واقف ہے۔ تو ایک معنی تو معروف یہ ہے کہ یہ خرچ جو تم کرتے ہو خدا کی راہ میں یہ بالآخر قوم کے غریبوں، قوم کے کمزوروں کو پہنچتا ہے ان میں طاقت پیدا ہوتی ہے لیکن ایک اور معنی بھی یہ ہے جو نہایت اعلیٰ درجہ کا معنی اول درجہ کے خدا کے مخلصین کے لئے ہے وہ یہ ہے:

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۳﴾
لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا

تمہیں خدا کثرت سے جو دے گا وہ کن لوگوں کو عطا ہوگا قوم کے ان غریبوں کو جو خدا کی راہ میں دکھ اٹھانے والے ہیں اور خدا کی راہ میں گھیرے میں آ گئے ان لوگوں کے لئے خدا اپنے خزانے کھول دے گا اور اس کثرت سے ان کو عطا کرے گا کہ گویا ان سے سنبھالا نہ جائے اور ان کی راہیں کشادہ کی جائیں گی۔ وَاسِعٌ کا اب معنی سمجھ آیا پوری تفصیل سے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا کی راہ میں تنگ کیا جا رہا ہے مالی لحاظ سے بھی، عزتوں کے لحاظ سے بھی اور زمین کی کشادگی کے لحاظ سے بھی زمین تنگ کر دی گئی ہے۔ نکلنے کی راہیں بند کی جارہی ہیں، ہر مصیبت سے نکلنے کی راہ بند ہونا بھی اس میں مراد ہے صرف ظاہری طور پر ہجرت مراد نہیں بلکہ ہر مشکل میں پھنسا کر پھر یہ کوشش کرنا کہ اس مشکل میں انسان اٹکا رہے، نکل کر باہر نہ بھاگ سکے۔

یہ وہ رجحان ہے جو اس وقت جماعت احمدیہ قوم میں ہر طرف سے دیکھ رہی ہے۔ اس نقشہ کو کھینچ کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کے لئے میں عطا لے کر آؤنگا اور ہر کوشش جو ان کو تنگ کرنے کی کی جارہی ہے اسے ناکام بنا کر برعکس نتیجہ پیدا کرونگا۔ تو چونکہ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کا مضمون آنا تھا اس لئے وَاسِعٌ پہلے ہی فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تنگ نہیں رہنے دے گا، تمہاری زمینیں تنگ کی جائیں گی خدا کشادہ زمینیں عطا کرے گا تمہیں ایک ملک میں روکا جائے گا خدا نئے نئے ملک تمہیں عطا کرے گا تمہارے رزق کی راہیں تنگ کی جائیں گی اللہ تمہارے رزق کی راہیں کشادہ فرمادے گا۔

اور عَلِيْمٌ کے معنی یہاں یہ ہیں کہ بظاہر عام انسان کی نظر اس وقت نہیں جا سکتی ان حالات تک کیونکہ ظاہری حالات کو دیکھو تو یہ نتیجہ نکلنا ہی نہیں چاہئے۔ عَلِيْمٌ ہے خدا تعالیٰ یہ آئندہ ہونے والا واقعہ ہے جس کو بتا رہا ہے ان حالات میں تو تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ ایسی قوم کے ساتھ یہ مختلف سلوک ہوگا اور بالکل برعکس صورت میں ان کے ساتھ معاملہ کیا جائے گا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ عَلِيْمٌ ہے وہ جانتا ہے اس لئے بتا رہا ہے کہ یہ ہو کر رہے گا۔

يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ اس کا ترجمہ عموماً یہ کیا جاتا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ جاہل لوگ ان کو اپنے غنائے نفس کی وجہ سے، التَّعَفُّفِ سے مراد لی جاتی ہے غنائے نفس یعنی

سوال نہیں کرتے بچتے ہیں سوال سے اس وجہ سے اَغْنِيَآءَ سمجھ لیتے ہیں یعنی امیر سمجھ لیتے ہیں لیکن ایک اور معنی بھی اس آیت کا ہے اور وہ اصل اور حقیقی ہے اور جو پہلی آیات گزری ہیں ان کے ساتھ مطابقت کھانے والا معنی ہے۔ تعفف کا معنی ہے پاکیزگی جو فحشا کا برعکس ہے اور تعفف کا معنی ہے مستغنی ہونا یعنی کسی دوسرے کے احتیاج سے آزاد ہو جانا۔ تو یہاں الٰہی جماعتوں کا ایک حیرت انگیز نقشہ کھینچا گیا ہے جو شیطانی کوشش کے بالکل برعکس ہے اور یہ اسی آیت کی ایک برعکس تصویر کھینچی گئی ہے جو پہلے گزر گئی ہے کہ شیطان تمہیں فحشا کی تعلیم دیتا ہے اور فقر سے ڈراتا ہے کہ تم نے تو فحشا کی زندگی اختیار کرنی ہے میں تمہارے دل میں تمنائیں پیدا کر چکا ہوں اور فقر اس کی راہ میں حائل ہو جائے گا اس لئے بچاؤ اور ایسے لوگ اپنی غربت کے ڈھنڈورے پیٹنے لگ جاتے ہیں بعض دفعہ اس ڈر کے مارے بیچارے کہ کوئی ہم سے مانگ نہ بیٹھے۔ کہتے ہیں جی اتنا نقصان ہو گیا لوگ کیا سمجھتے ہیں وہ لوگ سمجھتے ہیں جی بڑی تجارتیں ہیں یہ نہیں نا پتہ کہ آگے سے نقصانات کتنے کتنے ہوتے ہیں، لوگ سمجھتے ہیں بڑی تنخواہ مل رہی ہے لیکن پھر ٹیکس، پھر اخراجات، پھر سفید پوشیاں۔ اچھا بھلا خدا نے رزق عطا کیا ہوتا ہے اور وہ تعفف وہ بھی اختیار کرتے ہیں برعکس قسم کا۔ فقر سے ڈر کر وہ خود اپنے فقر کے ڈھنڈورے پیٹتے رہتے ہیں کہ کہیں غریب نہ ہو جائیں اس لئے کیوں نہ خود ہی اپنے آپ کو غریب کہنا شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ جاہل دیکھو اپنے آپ کو خود فقیر بنا کر ظاہر کر رہے ہیں کہ مارے جائیں گے اگر ہم خرچ کریں گے یہ جو فرمایا ہے يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ شیطا تمہیں فقر سے ڈراتا ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ وہ اپنے آپ کو فقیر ظاہر کرتے ہیں ڈر کے مارے کہ ہم فقیر نہ ہو جائیں۔

دوسری طرف کچھ غریب بندے ہیں خدا کے اس کے در کے فقیر لیکن وہ اتنے پاک باز ہو چکے ہیں کہ ان کی ضروریات سکڑ گئی ہیں۔ نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے زندگی کی زائد ضروریات میں ان کو دلچسپی نہیں ہے اور اس کی وجہ سے انہیں ایک اور تعفف نصیب ہوتا ہے یعنی فحشا کے برعکس ایک ہی لفظ رکھا جس نے دونوں معنی پیدا کر دیئے، فحشا کے خلاف مضمون بھی ادا کر دیا اور فقر کے خلاف بھی مضمون دے دیا اس لفظ میں اور وہ دوسرا معنی یہ ہے کہ وہ اپنی عصمت، اپنی پاکیزگی، اپنی قناعت نفس کی بنا پر امیر ہو جاتے ہیں۔ وہ دنیا کی احتیاج سے باہر نکل جاتے ہیں ان کو سوال کی حاجت ہی نہیں

رہتی کسی سے اور دنیا کہتی ہے بڑے امیر لوگ ہیں۔

چنانچہ جماعت احمدیہ کے متعلق بعینہٖ یہی ہو رہا ہے آجکل، بڑی بڑی تیل کی دولتیں ہیں لوگوں کو نصیب، بڑی بڑی دنیا کی تجارتیں ہیں حکومتوں کے قبضہ میں اور انڈسٹریز ہیں بڑی بڑی امیر قومیں ہیں لیکن ان لوگوں سے بھی جب آپ بات کریں تو وہ کہتے ہیں جماعت احمدیہ بڑی امیر ہے۔ چنانچہ مجھے تعجب ہوا مجھ سے کئی ملنے والے آتے رہتے یہاں جب سنتے ہیں کہ میں یہاں آیا ہوا ہوں تو انگلستان کے بعض بڑے بڑے فہم والے لوگ اور بعض دفعہ امریکہ کے بھی دوسرے ممالک کے بھی یہاں آتے ہیں تو ملتے ہیں۔ احمدیوں کو عادت ہے وہ بتا دیتے ہیں کہ فلاں شخص آیا ہوا ہے اور شوق بھی ہوتا ہے کہ ملائیں چنانچہ وہ ذکر کرتے ہیں تو لوگ آنا شروع ہو جاتے ہیں اور ایک نہیں کئی مرتبہ لوگوں نے یہ کہا جو خود ارب ہا ارب روپے کے مالک ہیں کہ آپکی جماعت بڑی امیر ہے۔ مجھے کوئی تعجب نہیں ہوتا تھا کیونکہ مجھے علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں بتایا ہوا ہے کہ تمہاری صفات ایسی ہیں کہ تم دنیا کو امیر نظر آؤ گے ان کا کوئی قصور نہیں ہے ہماری خوبیاں ہیں بعض اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں عطا فرمائی ہیں جن کے نتیجے میں ہم غیروں کو امیر ہی نظر آتے ہیں۔

کبھی نہ احمدی کسی سے مانگنے جاتا ہے اور نہ احمدیہ جماعت امریکہ کے سامنے کشکول پھیلاتی ہے یا کسی عرب ملک سے مانگتی ہے یا Sheikhdom (شیخ حکمران) سے مانگتی ہے یا ایران سے مطالبہ کرتی ہے یا جاپان سے مدد مانگتی ہے۔ ساری دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ اتنے بڑے کام اتنی بڑی ضرورتیں پھیلی ہوئی اور ہاتھ ہی نہیں پھیلا رہے کسی کے سامنے۔ ایک تو طبعی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تعفف ہے یعنی محتاج نہیں رہے کسی کے اور نتیجہ یہ نکالتے ہیں بہت ہی امیر ہیں اور جہالت یہ ہے کہ اصل امارت ان کی نہیں دیکھ رہے کہ اصل امارت کیا ہے؟ اصل امارت نفس کی ہے، وہ قناعت ہے جو خدا نے عطا فرمائی ہے۔ خرچ اس لئے سکڑ گئے ہیں کہ ان کے دنیا میں دلچسپیاں نہیں رہیں، ان کی نظر سکڑ گئی ہے دنیا کی حرص و ہوا سے اس لئے مقابل پر ان کو ایک وسعت نصیب ہوئی ہے اور یہ وسعت دیکھنے والوں کو بہت ہی بڑی دولت اور امارت نظر آتی ہے اور اللہ تعالیٰ واقعۃً اس کو پھر اسی میں تبدیل فرما دیتا ہے۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۴﴾ اے میرے متعفف بندو! اے خدا

کی راہ میں اپنے اخراجات کو سمیٹنے والو اور اپنی آمدنیوں کو خدا کی راہ کی طرف موڑ دینے والو! یاد رکھو کہ ہماری نگاہیں تم سے غافل نہیں ہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ تم کن نیتوں سے خدا کی راہ میں خرچ کر رہے ہو اور ہم خوب جانتے ہیں کہ دنیا تمہیں کیا سمجھ رہی ہے؟ ہم بھی تمہیں کچھ سمجھ رہے ہیں اور تمہارا مستقبل ہم تم پر روشن کرتے ہیں کہ ساری دنیا کی دولتیں تمہارے قدموں پہ نچھاور کی جائیں گی مگر ایسی حالت میں نچھاور کی جائیں گی جب تم عفیف ہو چکے ہوگے، جب تم میں ان سے کوئی دلچسپیاں باقی نہیں رہیں گی، جب ہم جان چکے ہوں گے کہ جب پہلے بھی تمہیں دولتیں عطا ہوئی تھیں تو تم نے ان سے منہ موڑ لیا تھا تب خدا دنیا کے خزانوں کی کنجیاں تمہارے سپرد کرے گا۔ یہ ہیں وہ خوشخبریاں جو ان آیات میں دی گئی ہیں لیکن سب سے مزے کی جو لطف کی بات مجھے اس میں محسوس ہوتی ہے وہ یہ کہ چودہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ ان باتوں کو دیکھ رہا تھا جو آج ہونے والی تھیں اور ہماری تصویر کیسے پیار سے کھینچی ہے جیسے کہ مصور اپنا قلم لے کر بیٹھ جاتا ہے کسی کو سامنے بٹھا کر اور ناک پلک ایک ایک چیز کا نقشہ اتارتا چلا جاتا ہے صرف فرق یہ ہے کہ دنیا کا مصوّر تو ظاہر کو دیکھتا ہے ہمارا آقا ہمارا مالک غریب کے دل پر بھی نظر رکھتا ہے جس کے دل میں صرف حسرت ہے اور تمنا ہے کہ کاش! میرے پاس کچھ ہوتا تو میں خرچ کرتا۔ اللہ فرماتا ہے اے میرے پیارے بندے میں نے تیرے دل کو دیکھ لیا ہے۔ میں اس کی بھی تصویر اتار رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کیا حسرتیں تو لئے بیٹھا ہے اور میں اس کا بھی تمہیں اجر عطا فرماؤں گا میری طرف سے میرے در سے کوئی بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹایا جائے گا۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

عارف صاحب کا جنازہ آگیا ہے جمعہ کے بعد جنازہ ہوگا۔ ہمارے ایک سلسلہ کے بڑے مخلص خادم جو محمد عارف بھٹی کہلاتے تھے۔ یہ اچانک حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے، بہت مخلص تھے بہت معمر تو نہیں لیکن پھر بھی ۷۵ سال کے قریب عمر تھی اور یہاں بڑے شوق سے خدام سے بھی زیادہ بڑھ کر مستعدی سے ڈیوٹی دیا کرتے تھے اور دیکھنے میں اللہ کے فضل کے ساتھ بہت اچھی صحت تھی۔ میں تو سمجھتا تھا کہ پچپن چھپن سال کے ہوں گے بعد میں پتہ لگا کہ ۷۵ سال عمر تھی مگر اپنی مستعدی، شوق اور ولولے کی وجہ سے چھوٹے نظر آتے تھے۔ تو ان کو اچانک Heart Failure

ہوا ہے۔ پہلے تو کوئی اور بیماری بتائی گئی تھی السر کہتے تھے پھٹا ہے مگر بہر حال جو بھی ہوا اللہ تعالیٰ کی مشیت جب آئے جس طرح آئے ہم راضی برضا ہیں۔ ان کی نماز جنازہ ابھی جمعہ کے بعد ہوگی اس لئے سنتیں پڑھتے ہی دوست باہر جا کر صفیں بنالیں۔